اسلام اور مذہبی رواداری

از: مولانا کمال اختر قاسمی
رکن ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ

اسلام نام ہے زندگی گزارنے کے اس طریقہ کا جو آخری رسول محمد ﷺ سے پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا تھا، اور بعد میں آنے والی تمام انسانیت کا رہے گا، اسی طریقہ کی تبلیغ واشاعت کے لیے دنیا میں نبیوں کا طویل سلسلہ قائم کیا گیا:

شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ أَوْحَیْنَا إِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖ إِبْرَاہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی أَنْ أَقِیْمُوْا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ.

ترجمہ: اللہ تعالی نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا حکم نوح کو دیا گیا، اور جس کی وحی آپ ﷺ کو کی گئی، اور جس کا حکم موسی اور عیسی کو دیا کہ دین کو قائم کرو اور اس میں اختلاف برپا مت کرو۔ (شوری:۱۳)

ایسا دین جو ہمیشہ سے سارے انبیائے کرامؑ کا ہے اور جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے، اسی کا نام اسلام ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْإِسْلَام (آل عمران:۱۹)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

ایسے عمومی دین میں زور زبردستی کی گنجائش نہیں، ہر پسند اور کامیاب طریقہ کے انتخاب میں لوگوں کو اختیار دیا جاتا ہے؛ تاکہ اندازہ ہو کہ کون صحیح راستہ اختیار کرتا ہے اور کون غلط۔

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّکُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَکْفُرْ، إِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِیْنَ نَارًا. (الکہف:۲۹)

ترجمہ: اے نبی آپ کہہ دیجیے یہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، اب جس کا جی چاہے

مان لے جس کا جی چاہے انکار کردے، ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کررکھی ہے۔

مذہبی تعصب اوراسلام

اسلام اپنے افکارونظریات کو بہ زور طاقت مسلط کرنے اور اپنے مذہب وتہذیب میں دوسروں کوضم کرنے کی کوشش کرنے سے منع کرتا ہے، ارشادخداوندی ہے:

لَا إِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَاانْفِصَامَ لَھَا(البقرہ:۲۵۶)

ترجمہ: دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے، سرکشی کے معاملہ میں ہدایت واضح ہوچکی ہے، جومعبودانِ باطل کا منکراوراللہ پر ایمان رکھتا ہو، اس نے مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والانہیں۔

دیگرمذہبی شعائرکوبرا بھلا کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے:

وَلَا تَسُبُّو الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْم(انعام:۱۰۸)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ جن معبودکو یہ لوگ پکارتے ہیں، انھیں گالیاں مت دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جہالت کی بنیادپراللہ کوگالیاں دینے لگیں۔

ہرانسان کوخواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہواپنی اپنی عبادت گاہوں سے والہانہ عقیدت ہوتی ہے، ان کے مسمار کردینے سے ان فسادیوں کے تئیں اس کے دل میں نفرت و عداوت کا شعلہ بھڑکتا رہتا ہے، جب بھی اسے موقع ملتا ہے اس کے جذبات مشتعل ہوجاتے ہیں اوروہ تشددوفساد پراترآتا ہے، جس سے پوراشہراورملک دہشت وفسادکا شکار ہوجاتا ہے۔

خلیفہٴ اول حضرت ابوبکرصدیقؓ نے کفار کے مذہبی معاملات کے تعلق سے جومعاہدہ لکھا، اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

لَایُھْدَمُ لَھُمْ بِیْعَۃٌ وَلَا کَنِیْسَۃٌ وَلَا قَصْرٌ مِنْ قُصُوْرِھِمُ الَّتِي کَانُوْا یَتَحَصَّنُوْنَ إِذَا نَزَلَ بِھِمْ عَدُوٌّ لَھُمْ وَلَا یُمْنَعُوْنَ مِنْ ضَرْبِ النَّوَاقِیْسِ وَلَا مِنْ إِخْرَاجِ الصُّلْبَانِ فِیْ عِیْدِھِمْ.

ان کے چرچ اورکنیسے منہدم نہیں کیے جائیں گے، اور نہ کوئی ایسی عمارت گرائی جائے گی جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے حملہ میں قلعہ بند ہوتے ہیں، ناقوس اورگھنٹیاں بجانے کی ممانعت نہیں ہوگی، اور نہ تہواروں کے موقعوں پرصلیب نکالنے سے روکے جائیں گے، (کتاب الخراج لابی یوسف، ص:۱۷۲)

حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کے لیے جو معاہدہ تحریر فرمایا، اس کے بعض اجزا اس طرح ہیں:

''یہ امان ہے جو اللہ کے غلام امیر المومنین عمرؓ نے اہلِ ایلیا کو دی، یہ امان جان و مال، گرجا، صلیب، تندرست و بیمار اور ان کے تمام اہلِ مذہب کے لیے ہے، نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کے صلیبوں اور ان کے مال میں کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔'' (الفاروق، ج:۲ ص:۱۳۷)

حضرت عثمانؓ نے ان تمام معاہدوں کو اسی طرح باقی رکھا جس طرح عہدِ رسالت، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں تھے۔

ایک مرتبہ غیر مسلموں کی شکایت پر آپؓ نے اپنے گورنر ولید بن عتبہؓ کو ایک تادیبی خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

''عراق میں مقیم نجران کے باشندوں کے سردار نے آکر میرے پاس شکایت کی ہے اور مجھے وہ شرط دکھائی ہے جو عمرؓ نے ان کے ساتھ طے کی تھی، میں نے ان کے جزیہ میں سے تیس جوڑوں کی تخفیف کر دی ہے، انھیں میں نے اللہ جلّ شانہٗ کی راہ میں بخش دیا ہے، اور وہ ساری زمین دے دی جو عمرؓ نے انھیں یمنی زمین کے عوض صدقہ کی تھی، اب تم ان کے ساتھ بھلائی کرو؛ کیوں کہ یہ ایسے لوگ ہیں جنھیں ذمہ حاصل ہے، عمرؓ نے ان کے لیے جو صحیفہ تیار کیا تھا، اسے غور سے دیکھ لو، اور اس میں جو کچھ درج ہے وہ پورا کرو''! (کتاب الخراج، اردو ترجمہ::۲۷۶)

کچھ غیر مسلموں نے حضرت علیؓ سے ان کے گورنر عمرو بن مسلمہؒ کی سخت مزاجی کی شکایت کی تو حضرت علیؓ نے گورنر کو لکھا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے علاقہ کے غیر مسلموں کو تمہاری سخت مزاجی کی شکایت ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے، نرمی اور سختی دونوں سے کام لو؛ لیکن سختی ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے.... ان کے خون سے اپنا دامن محفوظ رکھو''!

اسلام تمام انسانوں کے مذہبی معاملات کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی صحیح رہنمائی اور خدائی نظام کی دعوت دینے کا حکم بھی دیتا ہے؛ تاکہ انسان کو دنیا میں امن و سکون حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی پرسکون زندگی نصیب ہو۔

دشمنوں کے ساتھ عفوودرگزر کا معاملہ

دنیا کے ذخیرۂ اخلاق میں مذہبی رواداری کے تعلق سے یہ بات نادرالوجود ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب نے دشمنوں، بطورِ خاص مذہب وعقیدہ کی بنیاد پر جانی دشمنوں کے ساتھ عفوو درگزر کے برتاؤ کو لازمی قرار دیا ہو، اسلامی تعلیمات میں اس طرح کے ہزاروں عملی ثبوت تاریخ کے صفحات پہ جلی قلم سے ثبت ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ.(حٰمٓ السجدہ: ۳۴)

ترجمہ: تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی، وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

آخری رسول ﷺ کی لائی ہوئی ان تعلیمات کا مطالعہ کیجیے جو صحیح ترین سندوں کے ساتھ ہم تک پہونچی ہیں، اندازہ ہوگا کہ دشمنوں کے ساتھ عفوو درگزر، ہمدردی وغمخواری، اور حسن سلوک کی جو مثالیں پیش کی ہیں، معلوم دنیا کی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتیں، نمونہ کے لیے چند واقعات اختصار کے ساتھ پیش کیے جارہے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے سخت ترین دشمنوں کے ساتھ بھی کبھی انتقام کا معاملہ نہیں کیا۔

اہلِ مکہ نے اللہ کے آخری رسول ﷺ کے ساتھ جو ظلم اور زیادتیاں کی ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں متعدد مرتبہ آپ ﷺ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، ایک مرتبہ تمام قبائل کے افراد آپ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے گھر میں گھس آئے، بالآخر آپ کو اپنے محبوب شہر اور خانہ کعبہ کو الوداع کہنا پڑا! لیکن ۹ سال بعد جب اسی شہر مکہ پر آپ ﷺ کا قبضہ ہوگیا، اور سامنے وہی ظالم وجابر اب بھی موجود تھے جنھوں نے اسی شہر میں آپ ﷺ کو پورے خاندان سمیت شعب ابی طالب کی گھاٹیوں میں محصور کر کے مکمل بائیکاٹ کیا، آپ ﷺ کی مخالفت میں پوری توانائی صرف کردی تھی، جب آپ ﷺ اسی شہر مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے، لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ محمد پرانے مظالم کا بدلہ لیں گے؛ لیکن ہادئ برحق نے ان کے توقع کے خلاف یہ اعلان کردیا:

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ؛ اِذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ.

ترجمہ: آج تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تمہاری غلطی کو معاف کرے گا، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

(ابن ہشام، ج:۲ص:۲۷۳)

وحشیؓ جو رسول اللہ کے عزیز ترین چچا کا قاتل، ہند زوجۂ ابوسفیان جس نے حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کرکے دل وجگر کو چبایا تھا، سب کو معاف کردیا۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب قتل حمزہ، بخاری کتاب الفضائل، ذکر ھند)

حضرت عکرمہ جو اسلام کے شدید ترین دشمن ابوجہل کے بیٹے ہیں، اسلام لانے سے قبل رسول اللہ ﷺ سے دشمنی رکھنے میں ابوجہل سے کم نہ تھے؛ لیکن جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ (موطا امام مالک، کتاب النکاح، باب نکاح المشرک)

اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ ان کے لیے آپ ﷺ کی زبان مبارک پہ یہ کلمات جاری تھے:

مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ. اے ہجرت کرنے والے سوار خوش آمدید۔ (مشکوٰۃ کتاب الادب، باب المصافحة والمعانقه، بحوالہ ترمذی)

عمرو بن وہب جس کو صفوان بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کے قتل پر مامور کیا تھا، فتح مکہ کے روز ڈر کے مارے جدہ بھاگ گئے، صفوان بن امیہ ہی کے کہنے پر، ان کو واپس بلاکر معافیِ عام میں شامل کیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام، ج:۲ ص:۲۷۶)

ہبار بن الاسود جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو جب وہ حاملہ تھیں، جان بوجھ کر دشمنی کی وجہ سے اونٹ سے گرایا، جس سے ان کو سخت اذیت پہنچی اور حمل ضائع ہوگیا، فتح مکہ کے روز جب ہبار قبضہ میں آئے تو ان کو بھی معاف کردیا گیا۔ (اصابہ، ذکر ھبار بن الاسود، ج:۶ ص:۲۷۹)

ابوسفیانؓ جو دشمنانِ اسلام کے سردار تھے، فتحِ مکہ کے روز ان کو صرف معاف ہی نہیں کیا گیا؛ بلکہ یہ اعلان کردیا گیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اس کا قصور بھی معاف ہوجائے گا۔ (بخاری ومسلم، فتح مکۃ)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اشعث بن قیس مرتدین کے ساتھ ہوگئے تھے، وہ جب گرفتار کرکے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے حاضر کیے گئے، تو اشعث نے توبہ کرلی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو معاف کردیا۔ (خلفائے راشدین ص:۵۷، یعقوبی ج:۲ ص۱۴۹)

اسلام اور انسانی برادری

اسلام نے بلاتفریق مذہب وملت انسانی برادری کا وہ نقشہ کھینچا ہے، جس پر سچائی سے عمل

کرلیا جائے تو یہ شر و فساد، ظلم و جبر اور بے پناہ انارکی سے بھری ہوئی دنیا جنت نشان بن جائے، محض انسانیت کی بنیاد پر تعلق و محبت کی جو مثال اسلام نے قائم کی ہے دنیا کی کسی تعلیم، کسی مذہب اور کسی مفکر کی وہاں تک رسائی نہ ہوسکی۔ آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، سب مل کر خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو۔ (بخاری کتاب الادب)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (ایضاً)

تم زمین والوں پہ رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کریگا۔ (حاکم مستدرک، کتاب البر والصلۃ)

اسلام کی دی ہوئی رافت و رحمت کی تعلیم میں انسان کے ساتھ جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کو بھی شامل کیا گیا ہے، اللہ کے رسول کا ارشاد ہے:

جو انسان کوئی درخت لگائے گا اس میں سے جو انسان یا پرندہ بھی کھائے گا، اس کا ثواب اس لگانے والے کو ملے گا۔ (بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم)

ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا جس نے ایک جانور کے ساتھ حسن سلوک کیا تھا، تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ اس کے اس کام پر بھی ثواب ملا، صحابہؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانوروں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنے میں ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اس چیز کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں ثواب ہے جس میں زندگی کی تری (ترجگر) ہے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃالناس و البھائم)

ایک غیر مسلم بوڑھے شخص کو حضرت عمرؓ نے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا، آپؓ نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تم بھیک کیوں مانگتے ہو؟ اس نے جواب دیا ٹیکس ادا کرنے کے لیے اور اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے، حضرت عمرؓ اس کو اپنے گھر لے گئے، کچھ دیا اور خزانہ کے انچارج کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ اس کی اور اس جیسے لوگوں کی دیکھ بھال کیا کرو، خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے کہ اس کی جوانی کی کمائی ہم لوگ کھائیں اور بوڑھے ہونے پر اس کی مدد چھوڑ دیں، قران میں فقراء ومساکین کے لیے صدقہ کی اجازت ہے، فقراء تو وہی ہیں جو مسلمان ہیں، اور یہ لوگ غیر مسلم مساکین ہیں، ان سے جزیہ نہ لیا جائے، اور مسلمانوں کے بیت المال سے ایسے لوگوں کے لیے وظیفہ جاری کردیا جائے۔ (کتاب الخراج)